ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون۝

اور ہو جائے تم میں سے ایک گروہ جو نیکی کی طرف بلائے اور بھلائی کا حکم کرے اور بدی سے منع کرے اور ایسے لوگ ہی مفلح ہوتے ہیں +

رسالہ

تشحیذ الاذہان

قادیان

جلد ۴ | ایڈیٹر۔ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب | نمبر دوم

بابت ماہ صفر ۱۳۲۷ھ | مطابق ماہ مارچ ۱۹۰۹ء

فہرست مضامین

یہ اہتمام حافظ عبدالرحیم مینجر تشحیذ الاذہان صفر ۱۳۲۷ھ ہجری المقدس کو قادیان سے شایع ہوا۔

قیمت سالانہ عوام سے عا اور طلباء سے ہ لی جاتی ہے

ایک مبارک جلسہ

"تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ففتھ ہائی کلاس کے طلباء چونکہ امتحان کو جانیوالے تھے اور انکی تعلیم کا زمانہ قادیان میں ختم ہوتا تھا اسلیئے انجمن تشحیذ الاذہان نے اس موقع پر انہیں ایک ٹی پارٹی دینے کا ارادہ کیا چنانچہ ۲۸ - فروری بروز جمعرات کل طلباء ہائی کلاس اور مدرسان سکول اور ممبران انجمن تشحیذ الاذہان اس امر کے لیئے بلائے گئے - اور سب سے پہلے انجمن کی طرف سے جناب اکبر شاہ خان صاحب نے ایک ایڈریس پڑھا اور بعد ازاں خاکسار نے طلباء کو چند نصائح کیں کہ ابتک وہ اپنے بزرگوں کے پاس محفوظ رہے ہیں لیکن اب دنیا میں نکلکر وہ مختلف سوسائٹیوں کے زہریلے اثر کے نیچے آئینگے جن سے بچنے کے لیئے انہیں تیار رہنا چاہئے اور قادیان سے تعلق رکھنا چاہئے لیکن چونکہ وہ لیکچر زبانی تھا اسلیئے محفوظ نہیں رہ سکا پھر جناب ہیڈ ماسٹر صاحب نے کچھ فرمایا اور اسکی بعد کچھ ناشتہ کے بعد جلسہ دعا پر برخواست ہوا وہ ایڈریس یہاں درج کیا جاتا ہے" - (مرزا محمود احمد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ای ترا با ہر دلے رازے دگر ÷ ہر گدا بر درت نازے دگر ÷ در رباب عشق تارے بیش نیست ÷ ہست ہر جا نغمہ سازی دگر
بزم نشاط چار گساران غنیمت است ÷ ساقی بیا کہ صحبت یاران غنیمت است ÷ در جلوہ اند تازہ نہالان بوستان ÷ رقص چمن ز باد بہاران غنیمت است

انجمن تشحیذ الاذہان اس بات کے تصور سے کہ اسکے دوستوں کی ایک معقول تعداد یعنی تعلیم الاسلام ہائی سکول کے انٹرنس کلاس کے متعلمین عنقریب سالانہ امتحان میں شریک ہونے اور انشاء اللہ تعالےٰ کامیاب ہو جانے پر قادیان سے جانے یعنی پاس ہو کر بظاہر دور ہونیوالے ہیں افسوس کا اظہار کرتی ہے یہ افسوس اس قسم کا افسوس نہیں جو کسی نقصان پر ہوتا ہے بلکہ یہ وہ افسوس ہے جو دوستوں کی دوری سے بالطبع انسان کو ہوا کرتا ہے چاہے وہ دوری خود پیدا کردہ اور باعث خیر و خوبی ہی کیوں نہ ہو یہ الوداعی جلسہ اس قسم کا الوداعی جلسہ نہیں ہے کہ انجمن بے اختیار ہو کر یہ کہے کہ ؎ حالا وداع یار ز مرگم علامت است ÷ صبح وداع نیست کہ صبح قیامت است بلکہ یہ اس قسم کی الوداع ہے کہ ہم اپنے رخصت ہونیوالے دوستوں سے عرض کرتے ہیں - کہ ؎ سفر ہو مبارک ولے یہ تو ہے ÷ کبھی خط بھی ہمکو لکھا کیجیئے گا - دوستو! آپ لوگونکا تشحیذ الاذہان کے عام پندرہ روزہ جلسوں میں تقریریں کرنا آپ لوگوں سے اکثر کا تشحیذ الاذہان کی ممبری قبول کرنا اپنی خوش خلقی اور نیک چلنی سے بزرگان دین

بِسمِ اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

و

خدمتِ اسلام

"یہ ایک لکچر ہے۔ جو کہ چوہدری فتح محمد صاحب نے ایک خاص جلسہ تشحیذ الاذہان کے واسطے لکھا تھا۔ مگر چونکہ جلدی تھی اور وقت بہت کم تھا اس لئے وہ نہ تو ایسی پوری طرح سے دیکھ سکے اور نہ سارا مضمون شائع ہوا۔ جلسہ کے بعد آپ نے پوری محنت کے ساتھ اس مضمون کو تیار کیا۔ یہ مضمون مدت سے ہمارے پاس پڑا ہے اور اب شائع کیا جاتا ہے۔ چوہدری صاحب نے جو محنت اور سعی اس مضمون کے لکھنے میں کی ہے قابل داد ہے اور امید ہے کہ ناظرین اس سے پورا فائدہ اٹھائیں گے اور اس کے اندر جو جو باتیں لکھی گئی ہیں۔ ان پر غور کرنے سے اپنے آپ کو احمدی جماعت میں مفید وجود ثابت کریں گے۔ والسلام .. .. ایڈیٹر"

پیارے حاضرین! آپ کے سامنے جس مضمون پر میں بولنے کے لئے کھڑا

ہوا ہوں وہ بڑا عظیم الشان مضمون ہے۔ اور میری طاقت سے بہت بڑھ کر ہے۔ کہ میں اس پر پورا احاطہ کرسکوں تاہم مضمون کی عظمت کے علم اور اپنی کمزوری کے احساس کے باوجود اس مضمون پر کچھ کہنے کے لئے میرا یہ عذر ہے۔ کہ ہمیں اس وقت اس مضمون پر سوچنے کی بہت بڑی ضرورت ہے کیونکہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر ایک عقلمند و راستی پسند شخص (خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی) کے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آنجناب تشریف لائے۔ تو اسلام کی کیا خدمت کی؟ اور آپ کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ نے اسلام کو کن کن خطرات سے نجات دی؟ اس وقت جو ہمارے مخالف لوگ ہمیں دوسرے چھوٹے چھوٹے اور فضول جھگڑوں کی طرف کھینچنا چاہتے ہیں یہ ان کی بالکل غلطی ہے اگر وہ لوگ حق پسند ہیں اور ان میں خوف خدا ہے اور ہمارے ساتھ ان کے جھگڑے کی بنیاد تقوے پر ہے تو ان کو اس بات کی تحقیقات کرنی چاہیئے۔ کہ جب ہمارے سیدنا مسیح موعود نے دعوے مسیحائی کیا تھا۔ اس وقت اسلام کی کیا حالت تھی اور اب کیا حالت ہے؟ اگر آپ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کے خوف کو امن سے بدل دیا ہے اور اگر اس میں ایک نئی قوت اور نئی روح پھونک دی ہے اور اس کو ایسا مضبوط کر دیا ہے کہ بجائے اس کے کہ پہلے وہ ایک خطرناک دفاعی جنگ میں مشغول تھا اب مذاہب باطلہ پر بڑھ بڑھ کر حملے کر رہا ہے اور دشمن کو بجائے حملہ کرنے کے اپنی جان کا خطرہ پڑ گیا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ حضور کی خدمت کی ناشکری کی جائے اور آپ کی خلافت میں شک لایا جاوے کیونکہ ایسا کرنیوالوں کو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فاسقون کے لفظ سے تعبیر فرماتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضیٰ لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً۔ ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ہم الفاسقون۔

اور جیسا کہ یہ بات ہمارے مخالفون کے لئے ضروری ہے ویسا ہی احمدی جماعت کے لوگون کے لئے سخت ضرورت ہے۔ کہ ان کو علم ہو کہ آپ سے بیعت کا تعلق ہونے کے بعد ان کو کیا کیا فائدے ہوئے ہین اور کس کس طرح آپ نے لیظہرہ علے الدین کلہ کی پیشگوئی کو پورا کیا ہے کیونکہ اس بات کو سمجھے بغیر ہم اس فرض سے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے ذمہ چھوڑ گئے ہین۔ ہرگز ہرگز پوری طرح سبکدوش نہین ہو سکتے اور نہ ہی دنیا کے لئے مفید ہو سکتے ہین۔ پس جب کہ مین پہلے عرض کر چکا ہون۔ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی خدمت اسلام پر کچھ بولنا آسان بات نہین ہے اور یہ بات بالکل ناممکن ہے۔ کہ کوئی شخص مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام عمر کی کاروائی کو چند منٹ مین کھڑا ہو کر بیان کر دے تاہم کم از کم اتنا تو ضرور ہو گا کہ آپ لوگون کے دل مین اس مضمون پر سوچنے کی تحریک ہو گی اور یہی میرے اس وقت کی کوشش کا اصل مقصد ہے اور اگر آپ صاحبان میری باتون کی طرف پوری توجہ فرمائین گے۔ تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے اُمید ہے کہ ہمارا وقت ضائع نہین ہو گا۔

پہلی بات جو اس مضمون مین قابل توجہ ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے تشریف لانے سے پہلے اسلام کن کن خطرات مین پڑا ہوا تھا؟ اور وہ کونسی باتین تھین جن کو دیکھ کر دوست و دشمن نے اسلام کی مرثیہ خوانی شروع کر دی تھی؟ چنانچہ ہم ان خطرات کو دو حصون پر تقسیم کر سکتے ہین۔ اول اسلام کی اندرونی کمزوری اور دوم اسلام پر بیرونی حملے۔

جب ہم بیرونی دشمنان اسلام کی طرف توجہ کرتے ہین تو سب سے اول جس دشمن پر ہماری نظر پڑتی ہے وہ نیم دہریت اور مغربی سائنس اور فلسفہ کا حملہ ہے جن لوگون کو مذہب اسلام سے کوئی خاص نفرت تو نہین لیکن عام طور پر تمام الہامی مذاہب سے دشمن ہے اور درحقیقت ان کا حملہ نفس مذہب پر ہے نہ صرف مذہب اسلام پر۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کے صفات کے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے ظاہر ہوئے بالکل

منکر ہیں اور مسئلہ وحی و الہام اور دُعا پر ٹھٹھا کرتے ہیں اور یوروپ میں ایک بڑی جماعت ہے جو اس بات کی کوشش کر رہی ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب کو اُڑا دیا جاوے اور ان کا خیال ہے کہ جتنی مصیبتیں دنیا پر لوگوں کے اختلاف کی وجہ سے وارد ہو رہی ہیں اور جس قدر تکالیف میں انسان مبتلا ہے انسانی دماغ کے صفحہ پر سے لفظ مذہب کے مٹا دینے سے دور ہو سکتی ہیں۔ اور ان کے خیال میں اب نوع انسان کے لئے سوائے اس راہ کے اور کوئی نجات کی راہ نہیں رہی۔ آپ صاحبان میں سے شائد بعض لوگ حیران ہوں۔ کہ یہ علم طبیعات کے ماہر اور فلسفہ دان تو اکثر انصاف پسند اور محقق لوگ ہوتے ہیں۔ پھر ان کو اصول مذہب سے کیوں نفرت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں بڑی غلطی عیسائیت اور عیسائی پادریوں کی ہے اور جیسا کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ عیسائیت ایک بیہودہ مذہب ہے اور اس کے تمام اصولی مسائل عقل صحیح اور فطرت سلیم بالکل مخالف ہیں اور کوئی محقق انصاف پسند آدمی ان کو قبول نہیں کر سکتا اور یہی وجہ ہے کہ علم دوست لوگ طبعاً عیسائیت کے لغو مسائل سے نفرت کرنے لگ گئے ہیں اور اس کو دیکھ کر دیگر کل مذاہب سے بھی بدظن ہیں۔

دوسری غلطی پادریوں سے یہ ہوئی۔ کہ جب یوروپ میں علوم کی تحقیقات شروع ہوئی اور علم کی روشنی پھیلنے لگی۔ تو ظلمت پسند پادریوں کی طبیعت میں ان لوگوں کے برخلاف بڑا جوش پیدا ہوا اور جہاں تک اُن سے ہو سکا ان علوم کے روکنے اور ان لوگوں کو ستانے قتل کرنے اور رعب حکومت سے دبانے کی ہر طرح سے کوشش کی اور اس کش مکش میں جب ان لوگوں نے مذہب عیسوی کے لغو مسائل اور بُرے نتائج کو دیکھا تو ان کو اس مذہب سے اور بھی نفرت اور دشمنی ہو گئی۔ اور چونکہ ان لوگوں کا آبائی مذہب نصرانیت تھا وہ لوگ اور مذہبوں کو بھی اسی مذہب پر قیاس کرنے لگ گئے اور انہوں نے خیال کیا۔ کہ جیسے مذہب عیسوی سائنس اور علوم حقیقی کا دشمن ہے۔ اور انسانی ترقی کو روکنا چاہتا ہے

ہے۔ باقی تمام مذاہب بھی اسی طرح انسان کے لئے مضر ہیں اور مغربی دنیا میں یہ سمجھا گیا کہ مذہب علوم صحیحہ کی ضد ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے عیسائیت کے برخلاف کوشش شروع کی۔ اور اس اپنے کام میں انہوں نے ایسی کامیابی حاصل کی ہے کہ عیسائیت کو بالکل کمزور کر دیا ہے اور یورپ پر اس مذہب کا قبضہ اب بالکل برائے نام ہے اور سوائے ادنیٰ اجماعتوں کے جاہل لوگوں اور عورتوں کے کوئی شخص دل سے عیسائیت کا معتقد نہیں اور چونکہ ان فلسفی طبع لوگوں نے عیسائیت کو مغلوب کر لیا اور یہ مذہب ان لوگوں کے خیال میں دنیا کا سب سے بڑا اور مضبوط مذہب تھا اس واسطے انہوں نے دنیا کے دوسرے مذاہب اور خاص کر اسلام پر حملے کرنے شروع کر دیئے۔ اور مختلف رنگوں میں اسلامی دنیا پر اپنا اثر ڈالنے لگے۔ حکومت اور درس گاہوں کے ذریعہ ان کے عجیب وغریب علوم چاروں اطراف میں پھیلنے لگے اور دنیاوی کامیابی اور وجاہت کے ذرائع سے طالب علموں اور قوم کے نوجوانوں تک ان کا اثر پہنچا۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ طالب علم عموماً مذہب سے لاپرواہ ہو جاتے ہیں اور ان کی زندگی پر عملی رنگ میں مذہب کا کوئی اثر نہیں رہتا ان لوگوں میں کچھ تکبر بھی آجاتا ہے اور سمجھتے ہیں کہ جو مسئلہ ان کی سمجھ میں نہیں آسکتا وہ لاینحل ہے اور اس کے بعد وہ مذہب کی تحقیقات چھوڑ دیتے ہیں اور فرحوا بما عندھم من العلم کے پورے مصداق ہو جاتے ہیں۔ دوسرا فتنہ جو اسلام برداشت کر رہا تھا وہ پادری لوگوں کا ہے خود ان لوگوں میں یا ان لوگوں کے مذہب میں تو کوئی ایسی خوبی نہ تھی جس سے یہ اسلام پر معقولیت سے حملہ کر سکیں لیکن مسلمانوں کی اپنی غلطیوں نے ان لوگوں کو اسلام پر حملہ کرنے کا بہت سا موقع دے دیا۔ بدقسمتی سے مسلمانوں میں یہ مسئلہ رواج پا گیا۔ کہ اور تمام نبی فوت ہو گئے ہیں لیکن حضرت عیسیٰ ...... آسمانوں پر زندہ بیٹھے ہیں وہاں کھانے پینے سے پاک، زنا کے اثر سے آزاد۔ فرشتوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور پھر دنیا میں مسلمانوں کی

ہدائت کے لئے لوگون کے دیکھتے ہوئے آسمانون سے نزول فرمائین گے۔ پھر یہ لوگ اسی پر بس نہین کرتے بلکہ یہ اعتقاد رکھتے ہین۔ کہ صرف مسیح ہی ایک ایسا نبی ہے جو گناہ اور مس شیطان سے پاک ہے، اور اپنے آسمانون پر چڑھ جانے کی طرح اس امر مین بھی حضرت مسیح وحدہٗ لاشریک ہے، اور ان ظالم لوگون نے اس بات مین یہان تک غلو کیا کہ سید المعصومین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اس بات مین ابن مریم کا شریک سمجھنا گناہ قرار کر دیا۔ پھر ان لوگون نے اس عاجز انسان کو خالق و غیب دان و محیی الموتی مان کر ان کو ایسی صفات سے متصف مین مانا جو خاصہ الوہیت ہین۔ چنانچہ پادریون کے مکار و بیباک فرقہ نے مسلمانون کے اس غلط اعتقاد سے خوب ہی فائدہ اٹھایا اور مسلمانون کے اس اعتقاد کو مدنظر رکھ کر ایسے ایسے حملے کئے۔ کہ مسلمانون کو اضطراب مین ڈالدیا اور عیسائیون کی یہ آواز کہ مسیح ہی اسلام کا زندہ نبی ہے اور مسیح ہی اسلام کا معصوم نبی ہے اور وہی جو کہ خود زندہ ہے ہم کو عذاب سے چھڑا سکتا ہے اور وہی جو کہ خود معصوم ہے ہم کو گناہون سے پاک کر سکتا ہے۔ ایک ایسی آواز تھی کہ مسلمان حیران اور لاجواب رہ گئے اور ان پرستاران میت کی شوخی حد سے بڑھ گئی۔ یہ عجیب اور حیرت انگیز بات ہے نہ آپکے پاس اپنی کتاب نہ ہدائت۔ نہ ان کے پاس اپنے مذہب کی کوئی عقلی دلیل نہ نقلی۔ لیکن پھر بھی ان لوگون نے مسلمانون کی ہی غلطیون سے فائدہ اٹھا کر اور اپنی سخت بے حیائی۔ کمینگی اور دولت و رعب اور محض کوشش سے دنیا کو حیران کر دیا ہے اور ایک کمزور و بے بس و بے کس انسان کو الوہیت کی کرسی پر بٹھانے کے لئے عجیب و غریب دجالیت کے کرشمون سے کام لیا۔ ان لوگون نے مسیح کو خدا یا ابن خدا بنا کر اللہ تعالے کی عظمت اور قدوسیت پر تو دھبا لگایا تھا۔ لیکن جو ان لوگون نے اس اعتقاد سے فائدہ اٹھایا اور نتائج نکالے ہین وہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہین عیسائیون کو بیٹا بنانے کی ضرورت اس لئے پیش آئی۔ کہ کفارہ کا جھوٹا اور لغو مسئلہ تراشا

جائے جیسین تقوے وطہارت۔ نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی کوئی ضرورت نہین۔ اور اس طرح یہ مسئلہ یورپ کے تمام فسق وفجور اور گناہون کا سرچشمہ ہے۔ دوسری خطرناک بات جو اس سے پیدا ہوئی ہے۔ وہ سوائے مسیح کے باقی تمام نبیون (علیہم السلام) اور راستبازون کی عیب جوئی ان کو گالیان دینا اور ان پر جھوٹے الزام لگانا ہے تاکہ تمام نبی علیہ السلام گنہگار ٹھہر جاوین اور مسیح کی خدائی ومعصومیت ضرورت کفارہ وشفاعت وغیرہ ثابت ہو جائے اور اس عیب جوئی کے لئے انہون نے خاص کر ہمارے نبی کریم سید المعصومین (صلے اللہ علیہ وسلم) قرآن شریف اور اسلام جیسے پاک مذہب کو چن لیا ہے ان لوگون نے آپ کو گالیان دیئے۔ قرآن شریف کی ہتک کرنے اور اسلام کی تکذیب وتخریب مین کوئی دقیقہ باقی نہین چھوڑا۔ اور انہون نے ہر ایک جائز وناجائز طریقہ سے اسلام کو صرف ہندوستان ہی سے نہین بلکہ تمام دنیا سے نابود کرنے کی کوشش ہے اور یہ لوگ اپنی جان سے مال سے۔ شراب اور عورتون کے ذریعہ۔ اپنی جاہ وحشم اور تجارتون کے ذریعہ اسلام کی تخریب مین لگ گئے ہین۔ ہسپتالون اور لڑکون کے سکولون اور لڑکیون کے سکولون کے ذریعہ مسلمانون کے گھرون مین گھس گئے ہین۔ مسلمانون کے بچے جو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے مدعی تھے اور جن کی زبانون پر آپ کا نام سنتے ہی درود جاری ہو جاتا تھا۔ اب آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے پاک صحابہ رضی اللہ ازواج مطہرات پر[1] ہزار ہزار بہتان باندھتے ... ہین اور قابل شرم وحیا سوز کارروائی کی کمائی سے اپنے پیٹون کو بھرتے ہین۔ یہ ایک ایسا نظارہ ہے۔ کہ اس کو دیکھ کر بے اختیار دل سے یہ آیت نکلتی ہے۔ تکاد السموات ان یتفطرن منہ وتنشق الا رض

---

[1] امہات المومنین کا مصنف احمد شاہ اور پادری عماد الدین اور ایسے گندے لوگون کی طرف اشارہ ہے۔

وتخر الجبال ھدًا ان دعوا للرحمان ولدًا۔ قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائے اور زمین شق ہو جائے اس بات سے کہ خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔

اسلام کا تیسرا دشمن آریہ سماج ہے۔ ان کا اپنا مذہب کیا ہے؟ مکڑی کا جالا ہے جس کو ان لوگوں نے حالات زمانہ اور مغربی علوم کے رُعب مین آکر بنا لیا ہے تاہم یہ خود ساختہ مذہب ہندوستان کی پرانی بُت پرستی اور وہم پرستی سے بہت اعلیٰ اور اسلام کے زیادہ قریب ہے، ان لوگون نے ہندؤن کا پرانا مذہب چھوڑ دیا ہے اور ایک خدا کی پرستش کے قائل ہین اور اس حیثیت سے اسلام کے بہت قریب آگئے ہین لیکن دوسری طرف یہ لوگ اواگون جیسے بیہودہ مسئلہ کے قائل اور قبولیت دعا اور وید کے بعد الہام کے منکر ہین۔ ان لوگون کے خیال کے مطابق اللہ تعالیٰ نے سنسکرت زبان کو اور آریہ قوم کو اور آریہ ورت ملک کو ہمیشہ کے لئے اپنے الہام اور کلام کے لئے چن لیا ہے اور باقی تمام ملکون کے لوگ اس نعمت سے ہمیشہ کے لئے محروم رہے اور رہین گے اور نعوذ باللہ باقی تمام مدعیان نبوت جھوٹے اور کذاب ہین اس جماعت کی بڑی بات یہ ہے کہ لوگ اسلام اور مسلمانون کی دشمنی مین حد سے بڑھ گئے ہین اور گندہ دہانی اور گالیان دینے مین عیسائی پادریون کو بھی شرمندہ کر دیا ہے اور مفتوحہ قوم کی پوری نفرت سے مسلمانون کو پر حملہ کرتے ہین۔ پھر ہم دیکھتے ہین کہ دیو سماج۔ برہمو سماج فرقون سے کئی مسلمان دہریہ خیالات کے ہو گئے ہین اور آجکل مسلمانون کی ایک بڑی جماعت کے اعتقادات وحی والہام کے متعلق برہمو سماج سے بالکل ملتے جلتے ہین اور دنیا کی عام چال اور حکام وقت کے اثر سے اکثر لوگ مادہ پرست اور دنیا کے کیڑے ہو گئے ہین اور ضل اللہ سعیھم فی الحیوٰۃ الدنیا کے پورے مصداق ہو رہے ہین۔

ان سب باتون کے بعد سب سے زیادہ قابل توجہ امر ان قومون اور مذہبون کا اسلام

کے برخلاف جوش ہے۔ اسمین کچھہ شک نہین کہ اس سے پہلے بھی تمام مذاہب اور فرقے موجود تھے مگر اس وقت جو ان مین نئی بات پیدا ہوئی ہے وہ اسلام سے سخت نفرت اور عملی رنگ مین دشمن ہے۔ مستقل طور پر ایسے فرقے اور جماعتین پیدا ہو گئی ہین جن کا کام ہی یہی ہے کہ اسلام کی تعلیم پر اعتراض کرین اور بُرے رنگ مین اس کو لوگون کے سامنے پیش کر کے لوگون کو اسلام سے نفرت دلائین۔ کوئی ہم مین سے نہین کہہ سکتا کہ اس سے پہلے ہی کبھی ایسا ہوا ہو۔ ایک وقت تھا کہ اسلام کی شہرت تمام روئے زمین پر پھیلی ہوئی تہی۔ دہریہ۔ برہمو۔ ہندو وغیرہ شب پرست جانورون کی طرح اپنی اپنی تاریک بلون اور گھونسلون مین سر چھپائے بیٹھے تھے۔ عیسائیت بھی بمعہ اپنے مددگاران اور دجالیت کے سامانون کے یورپ کی تاریک و تار جگہون مین دھکیل دی گئی تہی۔ لیکن مسلمانون مین آثار ضعف دیکھتے ہی ان تمام دشمنون نے یکبارگی سر نکالا۔ اور اپنے پرانے کینہ کی وجہ سے اسلام سے انتقام لینے کے لئے اپنی تمام طاقتون سے اسلام کی مخالفت مین لگ گئے۔ اب اس وقت اگر اللہ تعالےٰ اسلام اور مسلمانون کی خاص طور پر مدد نہ کرتا تو ظاہر انظر مین ان مخالفون سے بچنے کی کوئی راہ نظر نہین آتی تہی۔

دوسری بات جو مسلمانون کو سخت نقصان پہونچا رہی ہے۔ مسلمانون کی اپنی کمزوری اور اندرونی ضعف ہے۔ جب مسلمان مذہب مین سست ہو گئے۔ اسلام کی غیرت اور محبت دلون سے نکل گئی اور اسلام کا صحیح علم اور نور ایمان ان مین سے اُٹھ گیا اور زمین مین بجائے اصلاح کے فساد پھیلانے لگ گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ظاہری حکومت کو بھی اُن کے ہاتہون سے چھین لیا اور جہالت اور ادبار ان کے حصہ مین آ گئے اور یہ جہالت اور سستی یہان تک بڑہی کہ دوسری قومون نے سمجھا کہ اسلام کے ساتھ سستی اور جہالت لازم ملزوم ہے۔ جہالت سے گمراہی اور بداعتقادات پھیلی

مذہب کی جگہ توہمات اور خودساختہ روایات نے لے لی۔ اللہ تعالیٰ پر وہ ایمان جس سے اچھے اخلاق۔ علوہمت۔ تقوے۔ طہارت۔ پاکیزگی پیدا ہوتی ہے بالکل اُٹھ گیا۔ اعلیٰ طبقہ کے مسلمان تین حصوں میں منقسم ہیں۔ اول صوفی لوگ۔ دوم علماء۔ سوم امراء۔ ان تینوں قوموں کا جو اس وقت حال ہے اس سے لوگ ناواقف نہیں ہیں۔ آجکل جو گدی نشین ہیں ان میں سوائے جہالت۔ تکبر اور اباحت کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ علماء اندرونی جھگڑوں ضد۔ تعصب اور دنیا پرستی میں مشغول ہیں۔ امراء کو اپنے آرام اور عیش و عشرت سے فرصت نہیں۔ یہ سب لوگ ضرورت زمانہ سے بالکل ناواقف اور مصائب اسلام سے بالکل جاہل ہیں۔ اس لیئے ان سے کسی قسم کی اصلاح یا مدد کی امید نہیں ہو سکتی۔ جب ان تینوں اعلےٰ درجہ کے طبقوں کا یہ حال ہے تو عوام کی حالت آپ لوگ خود ہی قیاس کر سکتے ہیں جب قوم کے دل و دماغ اور ہاتھ پاؤں ہی مارے گئے تو اس کے دوسرے اعضاء کا کیا حال ہوگا اور اس قوم سے ہم کیا امید کر سکتے ہیں؟ ان مسلمانوں کے ایمان اس قدر کمزور ہیں اور یہ علوم روحانیت سے اس قدر دور ہو گئے ہیں کہ انہوں نے خود وحی و الہام۔ قبولیت دُعا اور اللہ تعالےٰ کے خاص فضلوں سے جو وہ اپنے خاص بندوں پر کرتا ہے جن کو دوسرے الفاظ میں آیت یا معجزہ یا کرامت کہتے ہیں انکار کر دیا ہے اور تقدیر جیسے سچے اور ہمتوں کو بڑھانے والے مسئلہ پر ہنسی اور ٹھٹھا کرتے ہیں اگر غور سے دیکھیں تو درحقیقت یہ چھپی ہوئی دہریت ہے کیونکہ اگر آج کل اللہ تعالےٰ اپنے پیاروں سے ہمکلام نہیں ہوتا اور دعاؤں کو قبولیت کا شرف نہیں بخشا جاتا اور اللہ تعالےٰ اپنے خاص بندوں پر خاص فضل کر کے اپنی ہستی و قدرت کا مقتدرانہ نشانات سے خود ثبوت نہیں دیتا۔ تو ایسے خدا کی ہستی کا کیا ثبوت ہے اور اسلام کی کونسی دلیل ہے جو قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ یہودیوں کو بچھڑوں کی پوجا پر جھڑکتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ افلا یرون الا یرجع الیہم قولا ولا یملک لہم ضرا ولا نفعا۔ پس کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ان کا معبود

ان کی بات کا جواب نہیں دیتا۔ اور نہ ہی اس کے اختیار میں ان کا ضرر اور نفع ہے۔
پھر ہم کہتے ہیں کہ اگر ان لوگوں کی باتوں کو مان لیا جائے تو ہمیں کوئی بتائے کہ اسلام اور دوسرے مذاہب باطلہ میں کون سا مابہ الامتیاز باقی رہ.... جاتا ہے۔
عملی رنگ میں ہر ایک فرقہ کے لوگوں نے سستی دکھائی ہے۔ جب اعتقادات بگڑ گئے اور ایمان میں ضعف آگیا۔ تو نیک اعمال کس طرح وقوع میں آسکتے ہیں۔ دلیری اور جرات یہاں تک بڑھی کہ پہلے فقہ کو چھوڑا۔ پھر حدیث پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا اور چکڑالوی فرقہ کا خروج ہوا۔ پھر خود قرآن کریم کی ترمیم شروع ہوئی اور کہا گیا کہ مکی سورتیں کافی ہیں۔ مدنی سورتوں پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں اور اب مدنی سورتیں مسلمانوں کی ترقی کی سد راہ ہو رہی ہیں۔ بعضوں نے۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ اور دیگر احکام اسلام میں اصلاح کی تجویز پیش کی۔ اور مسلمانوں کی افراط۔ تفریط حد کو پہونچ گئی۔ بعضوں نے کہا کہ اسلام میں احکام کی ضرورت نہیں۔ روزہ۔ نماز۔ حج۔ پرانے زمانہ کی باتیں ہیں۔ جو عرب کے وحشیوں ہی کے لئے مفید تھیں۔ اور بعض قیامت اور جنت کے حالات پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں۔ جو لوگ افراط کی طرف گئے ہیں ان کے نزدیک اسلامی عبادات اور مجاہدات اللہ تعالےٰ تک پہنچ کے لئے ناکافی ہیں اس لئے ان کو ذکر ارہ وغیرہ جیسے بدعات کی ضرورت پڑی اور بعض بزرگوں اور نبیوں کی شان میں غلو کرتے کرتے یہاں تک پہونچے کہ ان کو خدا تک پہونچا دیا اور لا تغلوا فی دینکم کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت و عزت کا مطلق خیال نہ کیا۔ دنیا کی لہو و لعب اپنے من گھڑت وظیفوں اور ضرب یضرب یا انگریزی تعلیم میں ایسے غلطاں ہوئے۔ کہ قرآن شریف کو بالکل فراموش کر دیا۔ گویا کہ انّ قومی اتخذوا ھذا القراٰن مھجوراً کی ندی کا یہی وقت تھا۔
اخلاقی تنزل میں جس میں کہ اس وقت کی تمام قومیں شامل ہیں۔ مسلمان سب سے نیچے

گرے ہوئے ہین۔ گھرانون مین فساد اور نفاق اور دکھہ بڑھ گیا ہے۔ خانگی تعلقات جو سکھہ اور تسکین کا باعث ہوتے ہین عذاب کا موجب ہو گئے ہین بہت ہی کم باپ ہین جو اپنے بیٹون سے خوش ہون اور بہت ہی کم بیویان ہین جو اپنے خاوندون سے آرام مین ہون اور ان کا وقت خوشی اور محبت سے گذرتا ہو۔ بڑون کا ادب۔ چھوٹون پر رحم اور ہمسایون کی دلجوئی کا خیال بالکل اٹھ گیا ہے اور انسانی تعلقات کے فساد نے اس دنیا ہی مین ایک جہنم پیدا کر دیا ہے۔ پھر جیلخانون مین دیکھو تو مسلمانون کی کثرت۔ چکلون مین مسلمانون کی کثرت۔ بھنگ اور چرس خانون مین مسلمانون کی کثرت۔ گندے ہین تو مسلمان۔ بدکار ہین تو مسلمان۔ بازارون مین آوارہ گردی کے لئے ہین تو یہی مسلمانون کے بچے۔ جیسے کہ کالجون سکولون مین اور اعلےٰ عہدون پر ان کی قلت ہے ویسے ہی ادنےٰ اور کمینہ کامون مین ان کی کثرت ہے۔ جب اندر کی یہ حالت تہی اور ادہر دشمن جن کا مین پہلے ذکر چکا ہون باہر سے حملہ کر رہے تہے۔ تو پہر کیا تہا؟ لاکھون عیسائی ہو گئے کئی مرد اور عورتون نے آریون کا مذہب قبول کر لیا۔ ہزارون برہمو سماج کے ہمخیال ہو گئے۔ اور ظہر الفساد فی البر و البحر کا نظارہ ہماری آنکھون کے آگے پھر گیا یہ ادبار اور مصیب ایسی ظاہرا اور ہلا دینے والے تھے۔ کہ آخر کار مسلمان بہی جن کی سستی اور لاپرواہی ضرب المثل مشہور تھی اپنی خواب غفلت سے جاگے اور ہر ایک شخص اپنے خیال کے مطابق اس قوم مریض نیم جان کی شناخت مرض اور علاج مین مشغول ہوُا۔ کسی نے کالج اور مدرسہ قائم کرنے کی کوشش کی اور کہا کہ سوائے یورپ کی پیروی کے اور ان کے علوم حاصل کرنے کی زندگی محال ہے کسی نے رسالے اور اخبارین جاری کین کسی نے واعظ مقرر کئے اور مولویون کے مدرسہ کہولے۔

غرض ایسے وقتمین جبکہ ہر ایک فہیم مسلمان اسلام کی فکر مین لگا ہوُا تہا اور اپنی من گھڑت تجاویز سے بقدر ہمت اسلام کے بچانے کی کوشش مین لگا ہوُا تہا۔ اور آخر

تھک کر اور اپنی کوششوں کو بے سود سمجھ کر بڑی حسرت سے قوم پر فاتحہ پڑہنے کو تیار ہو رہا تھا۔ تو ایسے اڑے وقت میں کب اُمید ہو سکتی تھی۔ کہ السلام جو اسلام کا غیور اور مقتدر خدا ہے اور جس کے نام پر اسلام کا نام رکھا گیا ہے خاموش بیٹھا رہے اور مسلمانوں کی کچھ بھی مدد نہ کرے اور وہ صادق الوعد اپنے وعدہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ کی کچھ بھی پرواہ نہ کرے۔ آخر اس کے رحم۔ کرم اور غیرت نے جوش مارا۔ جس کا نتیجہ وہ رحیم۔ کریم اور غیور امام علیہ الصلوٰۃ و السلام تہا جس کے ماتحت ہم لوگوں نے پرورش پائی اور جس کے ذریعہ اللہ تعالےٰ ایک نئے رنگ میں دنیا پر ظاہر ہوا اور اس بات کا ثبوت دیا کہ وہ اسلام کا حامی اور دنیا کا قادر بادشاہ ہے اور اس بات کا ثبوت دیا کہ تمام برکتیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ہیں اور اپنے مسیح کے منہہ میں یہ الفاظ ڈال کر

بر تر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیحِ زمان ہے

عیسائیوں کے تمام فخر کو خاک میں ملا دیا۔

آپنے اللہ تعالےٰ کے تازہ بتازہ کلام اور قادرانہ پیشگوئیوں کو دنیا کے سامنے پیش کر کے اس بات کو ثابت کر دیا۔ کہ واقعی سمیع و مجیب خدا موجود ہے اور وہ اپنے پیارے بندوں پر اپنا کلام نازل فرما کر دنیا کو اپنی خوشی اور ناراضگی سے مطلع کرتا ہے اور جب دنیا میں اس کا کلام نازل ہوتا ہے۔ تو زمین و آسمان سورج اور چاند پانی اور ہوا اور قدرت کی تمام چیزیں اس کی تابعداری کے لئے جھک جاتی اور اس کی صدق کی گواہی کے لئے کھڑی ہو جاتی ہیں تاکہ اس بات کا ثبوت ہو۔ کہ وہ واقعی مالک السمٰوات والارض کا کلام ہے۔ اور اس امر میں آپنے اس قدر بسط کیا ہے کہ اب وحی و الہام کا مسئلہ ایک امر واقعی ہے۔ جسکی صداقت ثابت ہو چکی ہے۔ نہ کہ مسئلہ زیر بحث۔

آپ نے اللہ تعالیٰ سے بہت سی باتین کین اور ان دعاؤن کی قبولیت سے ثابت کر دیا
کہ مسئلہ دعا حق ہے اور دعائین واقعی قبول ہوتی ہین اور دعاؤن سے وہ کام ہو
سکتے ہین جن کے کرنے سے انسانی کوشش اور محنت عاجز ہے اور جن لوگون کو
آپ کے قرب کی نعمتین حاصل ہوئیں۔ ان کے دل توکل علے اللہ اور نور ایمان سے
بھر گئے اور یہ ان دعاؤن ہی کا نتیجہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی خاص نصرت اور مدد سے
آپ کو دشمنون کے مقابلہ مین تمام میدانون مین فتح دی اور آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ
نے معاملہ کرتے وقت تمام سلسلہ علت و معلول کے پردے اُٹھا کر اپنے نورانی چہرے
کو دنیا پر ظاہر کیا اور اس نور سے ہر ایک قوم کے دل روشن ہو گئے۔

پھر آنحضور نے اپنے آپ کو آسمانی علوم اور رُوحانی برکات کا وارث ثابت
کر کے اس بات کو ثابت کیا۔ کہ تمام برکات قرآن شریف اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم
مین ہی ہین۔ اور وہی بابرکت ہے جو ان سے تعلیم حاصل کرے اور وہی زندہ
ہے جو ان سے زندگی حاصل کرے۔ کیونکہ باقی تمام مذاہب اس زمانہ مین
روحانیت سے خالی اور زندگی سے مبرا ہین۔

اب مین ان باتون کو تفصیل وار بیان کرتا ہون اور ثابت کرتا ہون کہ جیسا کہ
مصلح کامل کے لئے ضروری ہے۔ کہ اندرونی اور بیرونی دونون قسمون کو فسادون
کی اصلاح کرے ویسا ہی ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا اور ان دونون
قسمون کی اصلاحون کے لئے عقلی اور نقلی دلائل سے کام لیا۔ لیکن ان کے علاوہ
آپ کا بڑا حربہ دعا اور اللہ تعالےٰ سے تعلق اور اللہ تعالےٰ کی تازہ بتازہ وحی تھی کیونکہ
عقلی و نقلی دلائل سے دشمن تو ایک حد تک بند ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ بات تجربہ سے
ثابت ہو چکی ہے کہ دعا اور تازہ بتازہ نشانون کے سوا راست بازون اور خدا تعالےٰ
کے عاشقون کی قوم تیار نہین ہو سکتی۔ جو اس امام یا پیشوا کے سچے وارث ہون

اور نہ ہی دشمن پوری طرح بند ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی کلام مین ایک جلال رُعب اور ہیبت ہوتی ہے۔ جو دوست اور دشمن کے لئے مُفید ہوتی ہے اور اس کی اس زمانہ مین بڑی سخت ضرورت تہی۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ روحانی ترقیات کے لئے ضروری اور ہر ایک رُوحانی زہر کے لئے تریاق کا حکم رکھتی ہے اور یہ خدائی نسخہ ہے۔ جس کو اللہ تعالےٰ ہمیشہ رُوحانی اور اخلاقی تنزل خرابی کے وقت استعمال کرتا رہا ہے اور ہمیشہ مفید ثابت ہوا ہے اس وقت بھی جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا۔ کہ باوجود پادریون۔ پنڈتون۔ مولویون اور دوسرے مسلمانون کی سخت کوشش کے دنیا عرفان الٰہی اور اعلےٰ اخلاق مین دن بدن نیچے گرتی جاتی ہے اور یہ لوگ شیطان کا مقابلہ بالکل نہین کر سکتے۔ تو اس نے اپنے مسیح کو اپنے ہاتھون سے معطر اور معنبر کرکے بھیجا۔ تاکہ وہ اس الٰہی خوشبو سے تمام دنیا کو معطر اور معنبر کردے اور دہریت اور مادہ پرستی کو جڑ سے اکھیڑ دے۔ سب سے پہلے آپنے ان لوگون کو تبلایا کہ یہ ان لوگون کی کم فہمی اور تکبر کی وجہ سے ہے جو اپنے مادی علوم سے اور ظاہری حواس سے اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کے عجائب قدرت کی حقیقت معلوم کرنا چاہتے ہین۔ فلاسفرون کی صرف اس حد تک رسائی ہے جو حواس ظاہری یا باطنی کے حدود ہین۔

مگر ان حواس سے بالاتر ایک اور عالم ہے جو روحانی حواس سے معلوم ہوتا ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے برگزیدون کو کامل طور پر دئے جاتے ہین اور اس عالم کا انکشاف بجز ذریعہ اُن برگزیدون کے غیر ممکن ہے۔ جن کو یہ حواس کامل طور پر دئے گئے ہون اس لئے فلاسفرون کا رُوحانی اُمور کی بابت رائے زنی کرنا دخل درمعقولات ہے اور ایک ایسے کام کو اپنے ذمہ لینا ہے۔ جس کے وہ بالکل نااہل ہین جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے سننے کے لئے اور حس بنائی ہے اور دیکھنے کے لئے اور حس بنائی ہے۔ ایسی

طرح اللہ تعالےٰ نے باطنی علوم اور روحانی امور کے عرفان کے لئے روحانی قویٰ اور روحانی حسیں عنایت فرمائی ہین۔ اور جو شخص ظاہری قوے اور مادی علوم سے روحانی علوم حاصل کرنا چاہتا ہے اس کی مثال ایسے بے وقوف کی طرح ہے جو زبان سے دیکھنا۔ آنکھ سے سننا اور کان سے ایک بڑی فصیح و بلیغ اور پُر تاثیر تقریر کرنی چاہتا ہے۔ لہذا جو شخص چاہتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی ہستی اور اس کے صفات کا اس کو صحیح عرفان حاصل ہو۔ اس کو چاہیئے کہ اپنے تکبر اور ہمہ دانی کے چولے کو اوتار کر بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ روحانی استادون کی صحبت مین رہے اور اپنے روحانی قویٰ کو ان کی ہدایات اور تعلیم کے مطابق ترقی دے۔ پھر یا تو اللہ تعالےٰ خود انسان پر ظاہر ہوتا ہے یا ان لوگون کی صحبت ہی پورے ایمان اور کامل عرفان کے لئے کافی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ان لوگون کی زندگی اور حالات اللہ تعالےٰ کی ہستی کا بڑا ثبوت اور ان کا وجود ایک عظیم الشان معجزہ ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اللہ تعالےٰ کی زمین پر خلیفے اور مظہر ہوتے ہین۔ چنانچہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہین۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ایک راستباز کی زندگی زمین اور آسمان سے زیادہ تر خدا تعالیٰ کے وجود پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ کسی نے نہین دیکھا کہ زمین اور آسمان کو خدا نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہو۔ صرف اس عالم کی پر حکمت صنعت کو دیکھ کر اور اس کی ترکیب کو ابلغ اور محکم پاکر عقل سلیم اس بات کی ضرورت سمجھتی ہے۔ کہ ان بے مثل مصنوعات کا کوئی صانع ہونا چاہیئے۔ مگر اپنی معرفت مین اس حد تک نہین پہونچتی۔ کہ فی الواقع وہ صانع موجود بھی ہے۔ کیونکہ اس نے اس صانع کو بناتے نہین دیکھا اور عقلی خدا شناسی کا تمام مدار صرف ضرورت صانع پر رکھا گیا ہے نہ یہ کہ اللہ کا ہونا مشاہدہ کیا گیا ہے۔ لیکن راست باز کی معجزانہ زندگی واقعی طور پر اور مشاہدہ کے پیرایہ مین خدا تعالےٰ کی ہستی کو دکھلاتی ہے۔ کیونکہ راست باز اپنی ابتدائی

حالت مین ذرہ بے مقدار کی طرح ہوتا ہے یا ایک رائی کے بیج کی طرح جس کو ایک
کسان نے بویا اور نہائت ذلیل حالت مین پڑا ہوا ہوتا ہے۔ تب وحی کے ذریعہ
سے خدا تعالےٰ دنیا کو اطلاع دیتا ہے۔ کہ دیکھو مین اس کو بناؤن گا۔ مین ستارون
کی طرح اس مین چمک ڈالون گا اور آسمان کی طرح اس کو بلند کرون گا اور ایک ذرہ کو
ایک پہاڑ کی طرح کر دکھاؤن گا۔ پھر بعد اس کے باوجود اس بات کے کہ دنیا... کے تمام
شریر چاہتے ہین کہ وہ ارادہ آلہی معرض التوا مین رہے اور ناخنون تک زور لگاتے
ہین۔ کہ وہ امر ہونے نہ پاوے۔ مگر وہ رک نہین سکتا۔ جب تک پورا نہ ہو اور خدا
کا ہاتھ سب روکون کو دور کر کے اس کو پورا کرتا ہے۔ وہ ایک گمنام کو اپنی پیشگوئی
کے مطابق ایک عظیم الشان بنا دیتا ہے۔ وہ تمام مستعد لوگون کو اس کی طرف
کھینچتا ہے وہ اس گمنام کو ایسی شہرت دیتا ہے کہ کبھی اس کے باپ دادا کو بھی
نصیب نہ ہوئی ہو وہ ہر میدان مین اس کا ہاتھ پکڑتا ہے اور ہر ایک جنگ مین
اس کو فتح دیتا ہے اور ایک دنیا کو اس کا غلام کر دیتا ہے۔ اور لاکھون انسانون کو
اس کی طرف کھینچ لاتا ہے اور اس کی تعلیم ان کے دلون مین بٹھا دیتا ہے۔ اور
روح القدس سے ان کی مدد کرتا ہے وہ اس کے دشمنون کا دشمن اور دوستون کا
دوست ہو جاتا ہے اور اُس کے دشمن سے وہ آپ لڑتا ہے۔ اس لئے مین نے
یہ کہا کہ راستباز کی زندگی آسمان و زمین سے زیادہ تر خدا تعالےٰ کے وجود پر دلالت
کرتی ہے۔ کیونکہ لوگون نے زمین و آسمان کو بچشم خود خدا کے ہاتھ سے بنتے نہین
دیکھا لیکن وہ بچشم خود دیکھ لیتے ہین۔ کہ خدا تعالیٰ راستباز کے اقبال کی عمارت اپنے
ہاتھ سے بناتا ہے۔ وہ ایک زمانہ دراز پہلے خبر دیتا ہے کہ مین ایسا کرون گا۔ اور
ایسا اس کو بناؤن گا اور پھر باوجود سخت روکون اور شدید مزاحمتون کے جو شریر انسانون
کی طرف سے ہوتی ہین۔ ویسا ہی کر کے دکھلا دیتا ہے۔ حضرت موسےٰؑ۔ حضرت عیسےٰؑ

حضرت نوح ؑ۔ اور حضرت یوسف اور باقی سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ اللہ وسلام
اس بات کی صداقت کی مثالین ہین لیکن اِن سب مین سے اصفیٰ اور اعلیٰ مثال
ہمارے سردار نبی کریم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ آپ اللہ تعالےٰ کے مظہر اتم
تھے۔ اور آپ کی سوانح عمری پر نظر ڈالنے سے اللہ تعالیٰ کا صاف ہاتھ نظر آتا ہے
آپکا وجود ایک عظیم الشان معجزہ اور آپ کی سوانحمری سب سے بڑی خارق عادت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک یتیم لڑکے تھے۔ جن کا باپ پیدائش سے چند دن
بعد ہی فوت ہوگیا تھا اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مرگئی تھی۔ تب وہ بچہ جس کے
ساتھ خدا کا ہاتھ تھا۔ بغیر کسی کے سہارے کے خدا کی پناہ مین پرورش پاتا رہا اور
مُصیبت اور یتیمی کے ایام مین بعض لوگون کی بکریان بھی چرائین اور بجز خدا کے
کوئی متکفّل نہ تھا اور پچیس برس تک پہونچ کر بھی کسی چچانے آپ کو لڑکی نہ دی۔
کیونکہ جیسا کہ بظاہر نظر آتا تھا۔ آپ اِس لائق نہ تھے۔ کہ خانہ داری کے اخراجات کے
متحمل ہوسکین اور نیز محض اُمّی تھے۔ اور کوئی حرفہ اور پیشہ نہین جانتے تھے۔ پھر جب
آپ چالیس برس کے سن تک پہونچے۔ تو یک دفعہ آپکا دل خدا کی طرف کھینچا
گیا۔ ایک غار مکہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے جس کا نام حرا ہے۔ آپ اکیلے وہان
جاتے اور غار کے اندر چھپ جاتے اور اپنے خدا کو یاد کرتے۔ ایک دن اُسی غار مین
آپ پوشیدہ طور پر عبادت کر رہے تھے۔ تب خدا تعالیٰ آپ پر ظاہر ہُوا اور آپ کو حکم ہُوا
کہ دنیا نے خدا کی راہ کو چھوڑ دیا ہے اور زمین گناہ سے آلودہ ہو گئی ہے۔ اِسلئے
مین تجھے اپنا رسول کر کے بھیجتا ہون۔ اب تو اور لوگون کو تنبیہہ کر کہ وہ عذاب سے
پہلے خدا کی طرف رجوع کرین اس حکم کے سننے سے آپ بڑے ڈرے کہ مین
ایک اُمّی آدمی ہون۔ اور عرض کیا کہ مین پڑھنا نہین جانتا۔ تب خدا نے آپ کے سینہ
مین تمام روحانی علوم بھر دیئے۔ اور آپ کے دل کو روشن کیا گیا۔ اور سب سے پہلے

جو اللہ تعالےٰ کا کلام آپ پر نازل ہوا ۔ وہ یہ ہے ۔

اِقرأ باسم ربک الذی خلق ۔ خلق الانسان من علق ۔ اقرأ
وربک الاکرم الذی علم بالقلم ۔ علم الانسان مالم یعلم ط

پڑھ اپنے پرورش کرنے والے کے نام کے ساتھ وہ جس نے پیدا کیا ..... انسان کو خون کے لوتھڑے سے تو پڑھ ۔ پرورش کرنے والا تیرا مُربّی ۔ تیرا سرپرست تیرا محافظ و مددگار الاکرم ہے ۔ جس نے انسان کو علم سکھایا قلم سے اور اس کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا ۔ اب ایک دانا شخص اس بات کو خوب سمجھ سکتا ہے کہ ایک مصلح یا ریفارمر کے لئے یہ بات نہائت ضروری ہے ۔ کہ اس کا ایک زبردست محافظ اور مددگار ہو ۔ جو اس کو تمام مخالفون اور دشمنون سے بچائے اور حفاظت کرے ۔ کیونکہ اگر اس کی جان کی حفاظت کرنے والا کوئی نہ ہو تو وہ اپنے پیغام کو پوری طرح سے نہیں پہونچا سکتا ہے ۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے ۔ بلغ ما انزل الیک وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله یعصمک من الناس ۔ اے ہمارے پیارے رُسول تو لوگون کو جو کچھ تیری طرف نازل کیا گیا ہے اچھی طرح پہونچا دے اور اپنے مخالف و شمنون سے کوئی خطرہ نہ کر کیونکہ اللہ تعالےٰ تجھے ان لوگون سے بچائے گا اور ان کے شر سے محفوظ رکھے گا ۔ دوسرے اس کو علم دیا جانا چاہیئے جس سے وہ رُسول لوگون کو فائدہ پہونچائے اور ان کو جہالت سے نکال کر راہ راست پر لائے ۔ اس واسطے جب ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عہدۂ نبوّت سپرد ہوا ۔ تو آپ کو مشکلات دیکھ کر گھبراہٹ پیدا ہوئی اور اللہ تعالیٰ سے آپ نے اپنی کمزوری کا اظہار کر کے حفاظت اور زیادتی علم رُوحانی کی استدعا کی ۔ جو اللہ تعالیٰ نے منظور فرمائی ۔ اور فرمایا جاؤ دنیا کو ہماری آیات اور احکام پڑھ کر سُنا دو ۔ تم کو

ایسا علم دیا گیا ہے جو کبھی کسی انسان کو نہیں دیا گیا - اور تمہاری حفاظت اور پرورش کرنے والا رب الاکرم ہے جو تمام چیزوں کا خالق اور مالک ہے - اس کے اذن کے بغیر کوئی چیز ضرر نہیں پہونچا سکتی ہے - وہ ذوالجلال والاکرام ہے - وہ بڑے رُعب و جلال اور عزت والا ہے اور اس کے عنایات اور عطایا لامحدود ہیں - کوئی تمہارا مخالف خواہ انسان ہو یا شیطان تم پر غالب نہیں آسکے گا اور نہ تم کو ضرر دینے پر قادر ہوگا - کیونکہ تم نے رب الاکرم کی گود میں پرورش پائی ہے - اب جو شخص اس پیشگوئی اور وحی آلہی کی عظمت کو سمجھنا چاہتا ہے - اس کو چاہیئے کہ ایک طرف تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس وقت کی حالت کو مدنظر رکھے دوسری طرف دشمنوں کی طاقت اور جوش مخالفت کو دیکھے اور پھر اس بات کو دیکھو کہ یہ وعدہ کس عظمت اور سچائی کے ساتھ پورا ہوا - تو اس کو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچائی ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہے گا باوجود اُمی ہونے کے آپ کو قرآن شریف جیسی عظیم الشان کتاب عنایت فرمائی گئی جس کی مثال باوجود بار بار کے تقاضے کے دنیا اب تک پیش نہیں کر سکی - اور نہ ہی کر سکے گی - چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - ان کنتم فی ریب مما نزلنا علے عبدنا فاتوا بسورۃٍ من مثلہ - وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین اور فرماتا ہے - قل لئن اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعضٍ ظھیراً - یعنے ان منکرین کو کہدے کہ اگر تمام جن وانس یعنے تمام مخلوقات اس بات پر متفق ہو جائے - کہ اس قرآن کی کوئی مثل بنانی چاہیئے - تو ہرگز اس بات پر قادر نہ ہونگے کہ ایسی کتاب انہیں ظاہری باطنی خوبیوں کی جامع بنا سکیں - اگر وہ ایک دوسرے

کی بھی مدد کرین۔ اور پھر دوسرے مقام پر اللہ تعالی فرماتا ہے۔ ما فرطنا فی الکتاب من شیٔ۔ یعنے اس کتاب قرآن شریف سے کوئی دینی حقیقت باہر نہین رہی۔ بلکہ جمیع حقائق و معارف دینیہ پر مشتمل ہے اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے۔ یتلوا صحفاً مطہرۃً فیہا کتب قیمہ۔ یعنے قرآن شریف مین تمام آسمانی صحیفون کا مغز اور لب لباب موجود ہے۔ اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے۔ و لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرأیتہ خاشعاً متصدعاً من خشیۃ اللہ و تلک الامثال نضربھا للناس لعلہم یتفکرون۔ یعنے یہ قرآن جو تمپر اتارا گیا اگر کسی پہاڑ پر اتارا جاتا۔ تو خشوع اور خوف الٰہی سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور یہ مثالین ہم اس لئے بیان کرتے ہین کہ تا لوگ کلام الٰہی کی عظمت معلوم کرنے کے لئے غور اور فکر کرین غرض کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہین سکتا۔ جو پہلے ہی سے قرآن شریف مین درج نہ ہو کوئی فکر ایسی برہان عقلی پیش نہین کر سکتا۔ جو پہلے ہی سے قرآن شریف نے پیش نہ کی ہو۔ کوئی تقریر ایسا قوی کبھی دل پر ڈال نہین سکتی جیسا قوی اور پر برکت اثر لاکھون دلون پر قرآن شریف ڈالتا چلا آیا ہے کوئی کتاب پاک لوگون کی ایسی جماعت پیش نہین کر سکتی ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف ہر زمانہ مین پیش کرتا چلا آیا ہے اور اب کر رہا ہے۔ وہ بلاشبہ صفات کمالیہ حق تعالے کا ایک نہایت مصفا آئینہ ہے۔ جس مین سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارج عالیہ معرفت تک پہونچنے کے لئے درکار ہو۔

یہ تو آپکے علم کا تھوڑا سا بیان ہے۔ اب حمایت و حفاظت الٰہی کو دیکھو۔ کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی والی بات آپکے حق مین کیسی پوری ہوئی۔ آپکے اس بات کی اشاعت کرتے ہی کہ مجھے تمام دنیا کی اصلاح کا حکم دیا گیا ہے اور تمام جہان کی طرف مین اللہ تعالی کا رسول کرکے بھیجا گیا ہون۔ تمام لوگ آپکے دشمن ہو گئے اور ہر ایک شخص اپنے اپنے رنگ کا مین آپ کی مخالفت کا درپے ہوگیا ہے۔ لیکن تھوڑے

ہی عرصہ مین آپ کی قوت قدسیہ کی تاثیر سے غریب اور عاجز لوگ آپکے حلقۂ اطاعت
مین آنے شروع ہو گئے اور شریر۔ بدمعاش اور بڑے بڑے دنیا دار لوگ اپنی دنیاداری
اور وجاہت کے گھمنڈ پر بڑے بڑے جبہ پوش۔ یہودی اور عیسائی اپنے علم کے گھمنڈ پر
آپ کی دشمنی اور تکلیف دینے مین اور بھی بڑھ گئے اور ان لوگون نے اپنے تمام جاہ
وحشم اور اپنے تمام مکروفریب اور تمام دنیاوی اسباب کے ذریعہ اس بے سروسامان اور
کمزور لیکن رب الاکرم کے بندہ پر حملہ کیا۔ لیکن تمام کو زک اٹھانی پڑی اور خائب وخاسر
واپس پھر گئے۔ اور آخر وہی ہوا۔ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ تمام عرب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
کی آواز سے گونج گیا۔ اور باطل بمعہ اپنی تمام افواج کے فرعون کی طرح عرب کے ریگستان
مین غرق ہوگیا۔ اور قوم کے لوگ جو پہلے یوسف علیہ السلام کے بھائیون کی طرح آپکے
خون کے پیاسے تھے۔ آخر کار یہ کہتے ہوئے آپکے سامنے گر گئے تاللہ لقد اٰثرک
اللہ علینا وان کنا لخاطئین (اللہ کی قسم ضرور ضرور پسند کر لیا ہے اللہ تعالیٰ نے تجھ کو
ہم پر اور آپ کا مقابلہ کرنے مین ہم ضرور خطاکار تھے) اور وہ جو کہ مسکین۔ غریب یتیم
اور تنہا تھا۔ تمام دنیا کا سردار کہلایا اور ایک قلیل عرصہ مین آپکے پیرو عزت واکرام اور
فتح کے جھنڈے اڑاتے ہوئے تمام روئے زمین پر پھیل گئے اور قیصر وکسریٰ
جیسے بادشاہون کے ملکون کے وارث ہوئے اور ان الارض یرثھا عبادی
الصالحون کی پیشگوئی ان لوگون کے حق مین ایسی پوری ہوئی۔ کہ کوئی شخص انکار
نہین کر سکتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات اور اللہ تعالیٰ کی ظاہرا
تائیدات اور نصرت اور مدد کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ایسا اثر ہوا۔ کہ ان مین
تھوڑے ہی دنون مین ایسی تبدیلی پیدا ہو گئی۔ کہ وہ وحشیانہ حالت سے انسان بنے
اور پھر انسان سے مہذب انسان اور پھر مہذب انسان سے باخدا انسان بنے اور
آخر خدا تعالےٰ کی محبت مین ایسے محو ہوئے۔ کہ انہون نے ایک بے حس عضو کیطرح

ہر ایک دکھ کو برداشت کیا۔ وہ انواع واقسام کی تکالیف سے عذاب دیئے گئے اور سخت بے دردی سے تازیانوں سے مارے گئے اور جلتی ہوئی ریت مین لٹائے گئے اور قید کئے گئے اور بھوکے اور پیاسے رکھہ کر ہلاکت تک پہونچائے گئے۔ مگر انھون نے ہر مصیبت کے وقت قدم آگے ہی رکھا اور بہتیرے ان مین سے ایسے تھے کہ ان کے سامنے ان کے بچے قتل کئے گئے اور بہتیرے ایسے تھے کہ وہ بچون کے سامنے سولی دیئے گئے اور جس صدق سے انھون نے خدا کی راہ مین جانین دین۔ اس کا تصور کرکے رونا آتا ہے۔ اگر ان کے دلون پر یہ خدا کا تصرف اور اس کے نبی کی توجہ کا اثر نہ تھا۔ تو پھر وہ کیا چیز تھی جس نے ان کو اسلام کی طرف کھینچ لیا۔ اور ایک فوق العادت تبدیلی پیدا کرکے ان کو ایسے شخص کے آستانہ پر گرنے کی رغبت دی۔ جو بیکس اور مسکین اور بے زری کی حالت مین مکہ کی گلیون مین اکیلا اور تنہا پھرا کرتا تھا۔ آخر کوئی روحانی طاقت تھی۔ جو ان کو سفل مقام سے اُٹھا کر اوپر کو لے گئی۔ پس اس سے بڑھ کر کوئی معجزہ نہین ہو سکتا کہ کیون کر ایک غریب اور مفلس اور تنہا بیکس نے ان کے دلون کو کینون سے پاک کرکے اپنی طرف کھینچ لیا یہان تک کہ وہ فخریہ لباس پھینک کر اور ٹاٹ پہن کر خدمت کے لئے حاضر ہو گئے یہ جو کچھ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ ایسا معجزہ ہے کہ اس کے بعد انسان کو کامل معرفت الٰہیہ کے لئے اور کسی بات کی ضرورت نہین رہتی اور ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی آیتاً لما بین یدیھا وخلفھا کا کام دیتی ہے لیکن فطرتاً انسانی طبیعت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ انسان جلد بھول جاتا ہے اور وہ جو واقعات اس سے پہلے ہو چکے ہین ان سے نصیحت حاصل نہین کرتا اور بعض لوگون کی سیاہ دلی اور غفلت یہان تک پہونچ جاتی ہے۔ کہ یہ لوگ انبیاء کی معجزانہ زندگی اور حالات سے انکار کر دیتے ہین۔ اور ظلم اور بے ایمانی سے یہ کہنا شروع

کر دیتے ہین کہ یہ پرانے لوگون کے قصے ہین۔ خدا جانے کہان تک صحیح ہین اور اگر خدا تعالیٰ جس طرح بیان کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اپنے بندون پر ظاہر ہوتا ہے اور خود انا الموجود کی آواز سے اپنی ہستی کا ثبوت دیتا ہے۔ تو اس ہمارے زمانہ مین ایسا کیون نہین کرتا اس واسطے ہمیشہ اللہ تعالےٰ انبیاء کے خلفاء اور مثیل بھیجتا رہتا ہے تاکہ اس غفلت کا وقتاً فوقتاً علاج ہوتا رہے اور وہ لوگ جو ہدائت پانا چاہتے ہین ان کے لئے ہر وقت ہدائت کا سامان مہیا رہے۔ ہمارے اس زمانہ مین چونکہ کفر کی آواز بہت بلند ہو گئی تھی اور اللہ تعالےٰ کے کلام کرنے سے ہر ایک قوم اور ہر ایک ملت و مذہب کے لوگون نے انکار کر دیا اس واسطے اللہ تعالےٰ نے ہمارے پیارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور انہون نے جس طرح پہلے نبیون نے اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت دیا تھا۔ اسی طرح وحی و الہام اور اللہ تعالےٰ کی مقتدر کلام سے جو بڑے بڑے عظیم الشان پیشگوئیون پر مشتمل تھا اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت دیا اور آپکے آنے سے جتنے راستباز اللہ کے پیارے اس سے پہلے گذر چکے تھے سب دوبارہ زندہ ہو گئے اور آپ بل جاء بالحق و صدق المرسلین کے مصداق ہوئے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لاہور کے آریون کے جلسہ مین اپنی معجزانہ زندگی پر اس طرح ریویو فرماتے ہین۔

"ایسا ہی ایک عظیم الشان نشان خدا کا یہ ہے۔ کہ آج سے ستائیس[۲۷] برس پہلے مین ایک احدٌ من الناس تھا اور ایسا گمنام تھا کہ صرف چند آدمی ہون گے۔ جو کہ میری صورت کے آشنا ہون گے اور کسی عزت اور وجاہت کا مین مالک نہین تھا ان دنون اسی شہر لاہور مین کئی دفعہ آیا مگر کوئی نہین کہہ سکتا کہ اس نے میری وجاہت کے لحاظ سے خود آکر میری ملاقات کی۔ خاص اس زمانہ مین مین ایسا تھا کہ گویا کچھ بھی نہ تھا اس بات کے گواہ قادیان مین نہ صرف مسلمان ہین۔ بلکہ آریہ بھی ہین۔ اسی زمانہ مین خدانے

میرے آئندہ عروج اور شوکت اور جلال کی خبر دی جو دو۲ سال بعد میری کتاب براہین احمدیہ
مین چھپ کر شائع ہو گئی۔ جس کو آج پچیس برس گذرے ہین اور وہ پیشگوئی یہ ہے
کہ مین تجھے لوگون کے لئے امام بناؤن گا۔ یعنی تیرے پیرو ہونگے اور تُو ان کا پیشوا
ہو گا وہ ہر ایک دور دراز راہ سے تیرے پاس آئین گے اور انواع و اقسام نقد و
جنس تیرے لئے لائین گے مین ایک جماعت کے دلون مین الہام کرون گا۔ تاکہ وہ
مالی مدد کرین جب خدا کی مدد اور فتح آئے گی اور ایک دنیا ہماری طرف رجوع لے
آئیگی۔ تب یہ کہا جائے گا کہ کیا یہ حق نہ تھا۔ جو آج پورا ہوا اور تجھے چاہیئے۔ کہ
جب خدا کی مخلوق تیری طرف رجوع کرے تو۔۔۔۔۔ ان سے بدخلقی نہ کرنا اور نہ انکی
کثرت کو دیکھ کر تھکنا۔ مین اپنی طرف سے دلون مین تیری محبت ڈالونگا تا تو میری آنکھون
کے سامنے پرورش پاوے۔ سو ایسا ہی ہوا اور ایک مدت دراز کے بعد خدا نے
میری محبت دلون مین اس قدر ڈال دی۔ کہ علاوہ مالی مدد کے بعض نے میری راہ
مرنا بھی قبول کیا اور سنگسار کئے گئے۔ مگر دم نہ مارا اپنی میرے لئے چھوڑ دی
مگر مجھے نہ چھوڑا اور بعض نے میرے لئے دُکھ اُٹھائے اور صدہا کوس سے ہجرت
کر کے قادیان مین آ گئے اور بعض نے ہزارہا روپیہ میرے سامنے پیش کیا۔ اور
جس قدر لوگ بیعت کے لئے قادیان مین آئے وہ ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہونگے
٭ اور جیسا کہ منی آرڈرون سے ثابت ہو سکتا ہے ایک لاکھ سے بھی زیادہ روپیہ آ
چکا ہے اور اب فقط لنگر خانہ کے خرچ کے لئے قریباً پندرہ سو روپیہ ماہوار آتا
ہے اور جیسا کہ خرچ بڑھتا جاتا ہے ایسا ہی آمدن بھی بڑھتی جاتی ہے اور یہ عجیب
بات ہے۔ کہ اس کی پیشگوئی کے الفاظ سب کے سب قرآن شریف کی عبارتین ہین۔ یہ
اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ معجزہ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے
اور پیشگوئی کے دو۲ پہلو ہین۔ جو تنقیح طلب ہین۔ اول یہ کہ آیا یہ صحیح ہے۔ کہ اس

٭ اور سب بیعت کرنیوالے ...

زمانہ مین جس پر پچیس برس سے زیادہ مدت گذر چکی ہے ایسا ہی گم نام اور کس مپرسی
مین داخل تھا جیسا کہ مین نے ذکر کیا ہے اور دوسرا امر یہ تنقیح طلب ہے کہ کیا یہ سچ ہے
کہ کئی لاکھ آدمی نے اب تک بیعت کی ہے اور اکثر ان کے قادیان مین آئے ہین اور کیا
یہ سچ ہے کہ ایک لاکھ یا کچھہ زیادہ روپیہ ابتک آچکا ہے سو پہلا امر تنقیح طلب بہت صاف ہے
کیونکہ اس ضلع اور امرتسر اور لاہور کے علاوہ دوسرے اضلاع مین کوئی شخص دعوے
نہین کر سکتا کہ وہ اطلاع رکھتا ہے کہ اس ابتدائی زمانہ مین یہ عروج اور شہرت اور مالی
فتوحات حاصل تھین - اور خوش نصیبی سے اس بات کے گواہ قادیان کے آریہ بھی ہین -
جنہین سے ایک کا نام شرمپت ہے اور دوسرے کا نام لالہ ملاوامل ہے کیونکہ وہ میرے پاس آ
جاتے تھے اور ان کو میری تنہائی اور گمنامی کا حال خوب معلوم تہا اور جب امرتسر مین
میری کتاب براہین احمدیہ چھپتی تھی تو اتفاقاً بعض دفعہ وہ میرے ساتھ امرتسر گئے تہے
ایسا ہی قادیان کے تمام باشندے گواہ ہین اور دوسرا امر تنقیح ایسا ہی بدیہی اور صاف ہے
جس سے گورنمنٹ بھی بیخبر نہین وہ یہ کہ تمام پنجاب اور ہندوستان مین ہماری جماعت
پھیلی ہوئی ہے اور ریاست کابل مین بھی ایک کثیر جماعت ہماری ہے اور جیسا کہ
مین نے بیان کیا مالی فتوحات کے لئے سرکاری ڈاک خانہ کافی گواہ ہے اور یاد رہے کہ
یہ پیشگوئی دراصل ستائیس برس کی ہے نہ پچیس برس کی - اور پچیس برس صرف براہین احمدیہ
کے چھپنے پر گذرے ہین اور مدت تک یہ مسودہ التوا مین رہا ہے اس شخص کو اس پیشگوئی کا
مزہ آئے گا - جو ان دونون تنقیح طلب امور کی اول تحقیق کریگا اب مین پوچھتا ہون کہ
کیا اس قدر عظیم الشان غیب انسانی قدرت مین داخل ہے اگر داخل ہے تو دنیا مین اسکی

نظیر کہاں ہے ۔"

چونکہ مضمون لمبا ہے اور ایک بلکہ دو تین رسالون مین بھی آنا مشکل ہے اسلئے اس کے ٹکڑے کر دئے گئے ہین اس کا دوسرا حصہ انشاء اللہ اگلے رسالہ مین شائع کر دیا جائے گا ۔ ۔۔۔

نوٹ

بعض لوگ اپنی کم فہمی کی وجہ سے بعض پیشگوئیوں پر اعتراض کرتے ہین اور اکثر اور محکم حصہ کو چھوڑ جاتے ہین ان کو چاہئے کہ ملہمین کی زندگی پر وسیع نظر ڈالدین تو ان کو معلوم ہوگا کہ وہ ہمیشہ اپنے اصل مقصد مین کامیاب اور ان کے مخالف ناکام ہوتے ہین اور آخرت ہمیشہ متقی کے لئے ہوتی ہے ۔ ۔۔۔

انجمن تشحیذ الاذہان کی تیسری سالانہ رپورٹ

بابت ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء

"یہ وہ رپورٹ ہے جو انجمن کیطرف سے سالانہ جلسہ تشحیذ الاذہان مین پڑہی گئی اور یہ اسجگہ اسلئے درج کی جاتی ہے تاکہ ناظرین کو معلوم ہو کہ انجمن کیا کچھ کر رہی ہے اور قوم ان کے کامون مین کہانتک اعانت کرتی چاہیئے ۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ (جائنٹ ایڈیٹر)"

غالباً آپ سب صاحبان واقف ہون گے کہ انجمن تشحیذ الاذہان کیا چیز ہے اس لئے اس امر پر کسی تفصیلی بحث کی ضرورت نہین ہے ہان مختصراً یہ عرض کیا جاتا ہے کہ دسمبر ۱۹۰۵ء کے آخر مین سالانہ جلسہ کے موقعہ پر باجازت حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام نوجوانان سلسلہ عالیہ احمدیہ کو تقریر و تحریر مین مشاق کرنیکی غرض سے یہ انجمن قائم ہوئی ہے اور بڑے غور و فکر کے بعد یہ مناسب سمجھا گیا کہ نوجوانان سلسلہ احمدیہ کو تقریر مین مشاق کرنے کے لئے قادیان دارالامان مین اس انجمن کی کثرت سے جلسے دئے جایا کرین۔ جس مین ممبران انجمن کے علاوہ دیگر احباب بھی لیکچر دین اور سنین اور تحریر مین مشاق کرنے کے لئے انجمن کے اہتمام مین ایک رسالہ لکھتے رہین اور اس طرح انکو تحریر مین مشق ہو جائے۔ اس تجویز کے مطابق ایک سہ ماہی رسالہ جاری کیا گیا سنہ ۱۹۰۶ء کے آخر پر جب رسالہ ایک سال شائع ہو چکا انجمن نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو ماہوار کر دیا جاوے۔ چنانچہ اب یہ رسالہ ماہوار شائع ہوتا ہے جس کا نام رسالہ **تشحیذالاذہان** ہے۔

سنہ ۱۳۲۶ھ مین انجمن نے مندرجہ ذیل کام قابل ذکر کئے ہین۔ اول پندرہ روزہ جلسے دوم۔ اشاعت رسالہ تشحیذالاذہان۔ سوم۔ دارالکتب احمدیہ کا اجراء۔ اس لئے آسانی کے لئے ان مین سے ہر ایک امر کے متعلق کچھ علیحدہ علیحدہ ذکر کیا جاتا ہے۔

پندرہ روزہ اجلاس

سال زیر رپورٹ مین ۱۸ جلسے ہوئے ہین کیونکہ بعض دفعہ بعض مجبوریون کی وجہ سے نہین ہو سکے۔ یہ امر کہ ان جلسون سے کیا فائدہ ہوا۔ ظاہر ہے۔ اور آپ ہی صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد کی صاحب کی تقریر سے اندازہ لگا سکتے ہین۔

آپ صاحبان مین سے جنھون نے صاحبزادہ صاحب کی سب سے پہلی تقریر سنی ہوگی وہ اندازہ لگا سکتے ہین کہ صاحبزادہ صاحب کی پہلی تقریر[1] اور آج کی تقریرین کتنا فرق ہے

---

[1] یہ تقریر گذشتہ پرچہ مین چھپ چکی ہے۔ سکرٹری

نمونہ مین سے آپ صاحبان کے پیش کر دیا ہے اب آپ سب صاحبان تخمینہ لگا سکتے ہین کہ ان جلسون کے کیا فوائد ہین جن کی تفصیل بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے۔

(۲) اشاعت رسالہ تشحیذ الاذہان

گذشتہ سال مین رسالہ بعض وجوہات سے بیوقت نکلتا رہا اور انتظام رسالہ مین بعض نقص تھے۔ جن کے رفع کرنے کے لئے گذشتہ سالانہ جلسہ مین وعدہ کیا گیا تہا۔ خدا تعالےٰ کا بڑا فضل ہے کہ اس نے ہمین وعدہ پورا کرنے کی توفیق دی آپ صاحبان مین سے بہت سے احباب کو جو رسالہ کو خریدتے یا پڑہتے ہین۔ معلوم ہوگا کہ امسال زیر رپورٹ مین رسالہ کا انتظام بہت اچھا رہا ہے۔ رسالہ عمدگی سے چھپتا رہا اور وقت پر شائع ہوتا رہا سال گذشتہ کے وعدہ کے مطابق انجمن تشحیذ الاذہان نے رسالہ کو ہر طرح مفید بنانے کی کوشش کی اور جہان تک ہوسکا اس کی طرف توجہ کی گئی۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر مخالفین کے اعتراض مین حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ایک بڑا مبسوط مضمون لکھا۔ جو ایک ہی نمبر مین شائع ہوا۔

مضامین رسالہ۔ اس رسالہ کے مضامین کی عمدگی کے لئے اس سے بڑھ کر کیا امر پیش کیا جاتا ہے۔ کہ موافقین کے علاوہ مخالفین نے بہی اس کو پسند کیا ہے چنانچہ اخبار وکیل امرت سر نے ایک مضمون سالم کا سالم اپنے پرچہ مین نقل کیا ہے۔ جس کا ہیڈنگ " کیا تلوار کے زور سے اسلام پھیلا ہے " ہے ازقلم صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب! ایک عظیم الشان انقلاب حقانیت اسلام بجواب نو اسلام۔ محمود اور محمدی مسیح کے دشمنون کا مقابلہ۔ حضرت اقدس کی وفات پر مخالفین کے اعتراضات کے جواب مین لکہا گیا تہا۔

حضرت اقدس کی وفات پر بعض اخبارون کی رائے اور عصر جدید کا جواب۔ ڈائری و مکتوبات۔

از قلم حافظ عبد الرحیم صاحب۔ عید اضحےٰ۔ کیا اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے قدرت ثانیہ (بجواب تجلی) حیدرآباد دکن مین سیلاب۔

از مولوی فضل دین صاحب۔ حل چیستان ۲

از مولوی عبد السلام صاحب ساکن کاٹھ گڈھ۔ گائے کا اندیشہ۔ یسوع کی ناکامی

از بابو برکت علی صاحب ساکن شملہ۔ حقیقت معجزہ۔

آمد و خرچ رسالہ

سال زیر رپورٹ مین چونکہ خاص طور پر رسالہ کو مفید بنانے کی کوشش کی گئی تہی اس لئے بعض موقعون پر بہت سے زائد اخراجات اٹھانے پڑے۔ مثال کے طور پر یہ عرض کیا جاتا ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر جب مخالفین نے اعتراض کئے۔ تو انجمن نے فی الفور قومی خدمت کو اپنا فرض سمجھ کر ایک بڑا بسیط مضمون شائع کیا۔ جس پر معمولی اخراجات سے یکصد روپیہ کے قریب زائد اخراجات ہوئے کیونکہ یہان جلدی مین تیار نہ ہو سکتا تہا۔ ایک آدمی کو لاہور مین خاص انتظام کے لئے بھیجا گیا اور اس طرح بہت کچھ خرچ کرنا پڑا۔ پہر ایک موقعہ پر کسی صاحب کی تحریک پر کہ چونکہ انجمن تشحیذ الاذہان کا ہر ایک کام دین کے لئے ہوتا ہے اور چونکہ دین اسلام کے بیرونی کوششون ہی سے ایک خاص تعلق ہے اس لئے قمری مہینون کے مطابق یہ رسالہ شائع ہونا چاہیے انجمن نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو قمری مہینون کے

مطابق شائع کرنا شروع کر دیا۔ جس سے انجمن کو ایک ماہ کے زائد اخراجات کا متحمل ہونا پڑا۔ اس طرح پر خرچ آمد سے بڑھ رہا ہے۔ رسالہ کی آمد سال زیر رپورٹ میں مبلغ معہ اللعہ کے قریب آمد ہوئی اور مبلغ للعہ کے قریب خرچ ہوا۔ ابھی پرچہ نمبر ۱۲[1] کے اخراجات اس میں شامل نہیں ہیں۔ اس حساب سے قریباً مبلغ ؎ کی کمی رہی۔ اس کمی کی صرف یہ وجہ نہیں ہے جو میں نے اوپر ذکر کی ہے۔ بلکہ ایک اور وجہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ خریداروں کی طرف قریباً اتنی ہی رقم باقی ہے۔

صاحبان! آپ لوگ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ جس رسالہ کی اتنی محدود اشاعت ہو۔ اور ہر سال مبلغ ؎ روپیہ کا نقصان پڑے تو یہ نقصان کس طرح پورا ہو سکتا ہے اور یہ نقصان صرف ؎ روپیہ تک محدود نہیں ہے بلکہ ابھی اس میں نمبر ۱۲ کا خرچ بھی ...... شامل ہونا ہے۔ لہذا اس امر میں انجمن کو آپ کی اعانت کی بڑی سخت ضرورت ہے۔

(۳) دار الکتب احمدیہ

سال زیر رپورٹ میں انجمن تشحیذ الاذہان نے ایک کتب خانہ کھولا ہے جس کیلئے قوم کی مدد کی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے

---

[1] پرچہ نمبر ۱۲ پر مبلغ ؎ روپیہ کے قریب خرچ ہوا ہے اور اگر اس کمی کو مبلغ ؎ روپیہ سے ملایا جاوے تو گویا سال زیر رپورٹ میں مبلغ ؎ روپیہ رسالہ کو نقصان رہا

مرکز قادیان دار الامان میں کتنی بڑی لائبریری کی ضرورت ہے، اور یہ کام عالی حوصلہ احباب کی مدد کے بغیر مشکل ہے۔ دار الکتب کے لئے حضرت اُمّ المؤمنین نے ایک بڑا وسیع مکان انجمن کو بنوا کر دیا ہے۔ جس کے لئے انجمن آپ کی از حد ممنون ہے۔ حضرت امیر المؤمنین نے عصہ اور اپنا کتب خانہ اس انجمن کو دینے کا وعدہ فرمایا ہے اسی طرح پر نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ نے اس مد میں مبلغ صہ روپیہ دینے اور کتب کے دینے کا وعدہ فرمایا ہے حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اس مد میں ایک بڑی رقم عنایت فرمائی۔ ان کے علاوہ صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب۔ میر محمد اسحٰق صاحب۔ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ شیخ رحمت اللہ صاحب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے چندہ عنایت کیا۔ مفتی محمد صادق صاحب اور عبد الحی صاحب نے کتب عنایت فرمائیں اور شیخ یعقوب علی صاحب نے کتابیں دینے کے علاوہ الحکم کے سالقہ بیش بہا اخباروں کے فائل عنایت فرمانے کا بھی وعدہ کیا ہے صدر انجمن احمدیہ نے اپنے بک ڈپو کی تمام فروختنی کتب کی ایک ایک جلد عنایت کی ان کے علاوہ اور بھی بہت سے احباب نے مدد دی ہے۔ جن میں سے ہر ایک کا ذکر طوالت کے خوف سے نہیں کیا جاتا۔ انجمن ہر ایک صاحب کی تہ دل سے شکر گذار ہے اور امید کرتی ہے کہ آپ صاحبان اس کام میں مدد فرمائیں گے۔

کتب خانہ میں سلسلہ احمدیہ کی قریباً تمام کتابیں موجود ہیں ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں ہیں۔ چونکہ یہ ایک قومی کام ہے اس لئے ان تمام احباب کی خدمت میں جنہوں نے کچھ کتابیں تصنیف کی ہیں یا جو آئندہ تصنیف کرنا چاہتے ہیں۔ عرض ہے کہ براہ مہربانی اپنی اپنی کتاب کی ایک ایک کاپی بھیج کر ممنون فرمائیں۔

شکریہ

انجمن ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتی ہے جنہوں نے وقتاً فوقتاً انجمن کو کسی طرح مدد دی ہے سب سے بڑھکر حضرت امیر المومنین کا جو اس انجمن کے مربی ہیں جنہوں نے خود انجمن کے کاموں میں حصہ لیکر ہماری حوصلہ افزائی کی اور ہر طرح سے ہماری مدد کرتے رہے آپ کے بعد حضرت ام المومنین کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے جنہوں نے دفتر اور کتبخانہ کے لئے ایک مکان چھ سو روپیہ کے قریب خرچ کر کے بنوا دیا اور اس سے انجمن کو بہت بڑی امداد ملی آپ کے بعد نواب محمد علیخان صاحب ہیں جنہوں نے ۵۰ اپنی گرہ سے دینے کے علاوہ کتابوں کی دینے کا بھی وعدہ فرمایا آپ کے بعد حضرت مولوی محمد علیخان صاحب ہیں جو اپنے مفید مشوروں سے وقتاً فوقتاً مستفید کرتے رہے آپ کے بعد شیخ یعقوب علی صاحب مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی سرور شاہ صاحب قابل شکریہ ہیں جنہوں نے رسالہ تشحیذ الاذھان کے متعلق اپنے اپنے مفید ریویو کیئے اور اپنے مفید مشوروں سے انجمن کی مدد کرتے رہے پھر ان تمام احباب کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے جنہوں نے ممبران انجمن اور خریداران رسالہ مہیا کیئے انکے علاوہ وہ احباب بھی قابل شکریہ ہیں جنہوں نے وقتاً فوقتاً خطوط لکھکر ہماری حوصلہ افزائی کی مثلاً مرزا محمد افضل بیگ صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ قصور ضلع لاہور اور منشی عبد الخالق صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ مظفر نگر۔ بالآخر ان تمام احباب کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے جنہوں نے کسی نہ کسی طرح ہماری امداد کی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

خاتمہ رپورٹ

رپورٹ کے آخر پر اس امر کا بیان کرنا ضروری سمجھا گیا ہے کہ آئندہ سال انجمن کا کام کن کن احباب کے سپرد ہوگا۔ اور آئندہ سال کے لئے بجٹ کیا تجویز ہوا ہے۔

عہدیداران انجمن برائے سنہ ۱۳۲۷ھ

انجمن تشحیذ الاذہان نے سنہ ۱۳۲۷ھ کے لئے مندرجہ ذیل عہدہ داران تجویز کئے ہیں

(۱) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب - پریذیڈنٹ انجمن

(۲) افسر کتب خانہ (۳) ایڈیٹر رسالہ

(۲) حافظ عبد الرحیم صاحب (۱) سکرٹری (۲) ناظر انجمن (۳) جائینٹ ایڈیٹر رسالہ

(۳) شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی (۱) جائنٹ سکٹری (۲) اسسٹنٹ ایڈیٹر

(۴) منشی عبد الخالق صاحب جائینٹ مینجر رسالہ

(۵) منشی اکبر شاہ خان صاحب نائب افسر کتب خانہ

(۶) پیر مظہر قیوم صاحب محاسب

(۷) شیخ عبد الرحمٰن صاحب سابق لاہوری افسر (منتظم) اجلاس پندرہ روزہ

(۸) منشی محمد اشرف صاحب امین

بجٹ سالانہ

انجمن تشحیذ الاذہان نے سنہ ۱۳۲۷ھ کے لئے مندرجہ ذیل بجٹ تجویز کیا ہے۔

(۱) تخمینہ بجٹ خرچ سنہ ۱۳۲۷ھ حسب ذیل ہے

مد کلاں	مد خورد	تفصیل	خرچ تفصیل	خرچ مد خورد	خرچ مد کلاں	کیفیت
رسالہ					۱۴۸۳	
	عملہ			۳۴۰		
		محرر	۲۴۰			
		چپڑاسی دفتری	۱۰۰			
	طبع رسالہ			۷۰۰		
		کاغذ	۳۰۰			
		چھپوائی	۲۵۰			

(۱) تخمینہ بجٹ خرچ سنہ ۲۷-۱۳۲۶ھ حسب ذیل ہے

مد کلاں	مد خورد	تفصیل	خرچ: تفصیل سنہ	خرچ: مد خورد	خرچ: مد کلاں	خرچ: کیفیت
		کتابت	۱۵۰			
	سائر خرچ			۱۸۸		
		دفتر مینیجر	۷۵			
		دفتر ایڈیٹر	۱۸			
		دفتر سیکریٹری	۲۵			
		دفتر محاسب	۷۰			
	ٹکٹ روانگی رسالہ			۱۸۰		
	اسباب			۵۰		
	کتب و اخبارات رسالہ			۲۵		
کتب خانہ					۴۹۰	
	عملہ کتبخانہ	چپڑاسی وغیرہ	۶۰	۶۰		
	کتب			۳۰۰		
		خرید کتب جدید	۲۵۰			
		مرمت کتب سابقہ	۵۰			
	اسباب			۵۰		
	کرایہ			۶۰		
	سائر متفرق			۲۰		

(کل میزان جمع ۱۹۷۳ ایکہزار نو سو تہتر روپیے صرف)

(ب) تخمینہ بجٹ آمد سنہ ۱۳۲۷ھ حسب ذیل ہے۔

مدکلان	مدخورد	آمد مدخورد	آمد مدکلان	کیفیت
رساله			۱۵۰۰	
	فروخت رساله	۱۳۰۰		
	چنده ممبری			
کتب خانه	امانت لائبریری	۵۰۰	۵۰۰	

کل میزان ۲۰۰۰ (دو ہزار روپیہ)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والسلام۔ (سکرٹری)

یہ بجٹ از ابتدائے ذوالحجہ سنہ ۱۳۲۶ھ لغایت آخر ذوالحجہ سنہ ۱۳۲۷ھ یعنی تیرہ ماہ کا ہے۔

سکرٹری

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر پرنٹر چھپکر شائع ہوا

اور باشندگان قادیان کو خوش رکھنا یہ ایسی باتیں نہیں کہ جنکو آپکے ہمعمر نوجوان کا مجمع یعنی انجمن تشحیذ الاذہان کبھی فراموش کر سکے گو آپ آنکھوں سے دور ہونگے مگر دل سے ہرگز دور نہ ہونگے گو آپ قادیان کے صحن بورڈنگ اور کرکٹ فیلڈ میں چلتے پھرتے نظر نہ آئینگے مگر آپ لوگونکی صورتیں ہماری آنکھوں میں ضرور پھرتی رہینگی گو آپسے ہر وقت ملاقات کے موقعے ہمکو میسر نہ رہینگے لیکن یقین ہے کہ نصف الملاقات سے آپ ہمکو ضرور مسرور کرتے رہینگے اس بات کو کون نہیں جانتا کہ دنیا میں ہمارے قومی سکول تعلیم الاسلام کی بڑی عظمت ہے۔ آپ لوگ اس سکول کے گل سرسبز ہیں دیگ کے تمام چاولوں کا اندازہ کرنیکے لئے ایک یا چند ہی چاول دیکھے جاتے ہیں کہ کیسے تیار ہوئے ہیں پس جو لوگ یہاں سے رخصت ہونیوالے اور دنیا میں اپنے اثرات کو پھیلانیوالے ہیں وہ دیگ کے انہیں چند چاولوں کی مانند ہیں ایک پست فطرت اور بیوفا اور رذیل انسان کہہ سکتا ہے کہ ہمکو اپنے کام سے کام اور اپنے مطلب و نفع سے غرض اس بات کا خیال رکھنے سے کیا فائدہ کہ تعلیم الاسلام بدنام ہو یا نیک نام لیکن ایک شریف الطبع اور باغیرت و باوفا ہرگز ہرگز ایک منٹ کیلئے بھی اس پاجیانہ اور سفیہانہ خیال کو اپنے دل کے کسی گوشہ میں جگہ دے نہیں سکتا۔ اسجگہ مذہبی تعلقات کا ذکر کرنیکی ضرورت اسوجہ سے نہیں معلوم ہوتی کہ ممکن ہے کہ آپ لوگوں میں بعض ایسے بھی ہوں جو ہمارے مذہبی سلسلہ سے تعلق نہ رکھتے ہوں اور ہمارے عقائد و خیالات کے ہم آہنگ نہ ہوں لیکن یہ بتاؤ کہ کیا ایک با اخلاق انسان سے یہ ہوسکتا ہے کہ وہ جس ہنڈی میں کھائے اسی میں چھید کرے؟ ہمکو یقین ہے اور کامل یقین ہے کہ آپ لوگ قادیان اور قادیان کے دار العلوم تعلیم الاسلام کی لاج رکھنے والے اور اپنے ماسٹروں اور مدرسوں کے نام روشن کرنیوالے اور یہاں کی اخلاقی تعلیم نہ بھلا دینے والے ہونگے استغفر کرکے نہیں رہا جاتا کہ آپ لوگوں میں اکثر ایسے ہیں۔ جو روحانیت کے ایسے اعلیٰ درجہ پر پہونچے ہوئے ہیں کہ جسوقت مخلوق خدا میٹھی نیند کے مزے لیتی ہوئی ہوتی ہے وہ نماز تہجد کے لئے ٹھنڈے پانی سے وضو کرکے اور اپنے مصلوں پر جناب باری کے آگے راز و نیاز یعنی نماز میں مصروف ہوتے ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ لوگونکی قوت قدسیہ کالج کی مادہ پرست سوسائیٹیوں سے مغلوب ہو جاتی ہے۔ یا دوسرے مادہ پرستونکو خدا پرست بناتی ہے شیخ سعدی رح نے ایک قطعہ لکھا ہے کہ ؎

صاحبدلے بمدرسہ آمد ز خانقاہ ٭ بشکست عہد صحبت اہل طریق را ٭ گفتم میان عالم و عابد چہ فرق بود ٭ تا کرد اختیار از ان این فریق را

گفتم او گلیم خویش بدر میبرد ز موج ٭ وین جہد میکند کہ بگیرد غریق را ٭ پس اسوقت تو آپ گلیم خویش بدر میبرند کے مصداق تھے

اب یہ دیکھنے کا وقت آیا ہے کہ آپ کتنے ڈوبتے ہوؤں کو بچاتے ہیں ہمارے اس سکول کی جسقدر شہرت ہے اسی قدر ہمارے اسکول سے نکلنے والوں کو مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا اور قسم قسم کے سوالات کا جواب دینا پڑتا ہے یا بالفاظ دیگر یوں سمجھیے کہ انٹرنس کا امتحان دینے کے بعد ہی استقلال و شجاعت اور استقامت و عقد ہمت کا امتحان بھی ضرور دینا پڑتا ہے۔ ہم خدا تعالےٰ سے دردِ دل کیساتھ دعا مانگتے ہیں کہ وہ آپکو دونوں امتحانوں میں کامیاب کرے خدا کرے آپ میں سب ہی ایسے ہوں جو یہ کہنے اور کرکے بھی دکھانیوالے ہوں کہ

ماہذان کو ہکنیم کہ گرکار افتد ؎ از خروشے بشگافیم دل خارا۔ تشحیذ الاذہان نوجوانوں کی انجمن ہے اور آپ جیسے ذی حوصلہ اور باعلم اور جفاکش نوجوانوں سے تشحیذ الاذہان کو بڑی بڑی امیدیں ہیں دیکھئے آپ لوگ یہاں سے جدا ہو کر کہاں تک اس اپنی انجمن کا خیال رکھتے ہیں اور کسقدر دلچسپی لیتے ہیں انجمن آپ لوگوں کو اپنا قیمتی دوست سمجھتی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہر وقت ہمدردی کے لئے مستعد رہنے والی ہے غرضیکہ تعلقات اور مودت اور اخوت کا رشتہ آپ کے اختیار میں ہے خواہ آپ اسکو مضبوط کریں یا توڑ دیں۔

چنیں کہ نخل بلند است و ناپیدا ؎ زمیوہ تا نہ فتد خود زشت خسار چہ حظ

عریضہ

ممبران تشحیذ الاذہان۔ بقلم اکبر شاہ خان ممبر تشحیذ الاذہان ۲۵۔ فروری ۱۹۰۹ء

باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدیہ انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں چھپا